شام، آگ اور خون کے درمیان!

شام نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ ملک تھا، آپ نے اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی۔ **اللھم بارک فی مدینتنا اللھم بارک فی مدنا اللھم فی صاعنا اللھم بارک فی شامنا**. اے اللہ ہمارے شام میں برکت فرما۔ ایک اور حدیث میں جیسے حضرت زید بن ثابت روایت فرماتے ہیں۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما نحن عندہ طوبیٰ للشام ان ملائکۃ الرحمن باسطۃ اجنتط علیہ**. فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اہل شام کے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے شام پر اپنے پر پھیلا رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث موجود ہیں جن میں شام کی فضیلت کا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ امام مھدی (محمد بن عبداللہ) کا ظہور شام سے ہوگا اور سیدنا عیسی علیہ السلام بھی دمشق شام میں نازل ہونگے۔

اس اعتبار سے شام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ویسے بھی یہ علاقے بہت زرخیز اور آب وہوا کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے۔ رومی بھی اسے بہت پسند کرتے تھے۔ لیکن آپ کی بشارتوں کی وجہ سے فتح شام کے بعد اکثر صحابہ نے شام میں سکونت اختیار کی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے دمشق شام کو دارلخلافہ بنالیا۔

دمشق ''شام'' مردم خیز علاقہ ہے۔ یہاں جلیل القدر' محدثین' مفسرین' آئمہ اور فقرا ہوئے ہیں۔ امام نووی' امام ابن کثیر' شیخ الاسلام ابن تمیہ نے اسی شہر میں رہ کر اسلام کی خدمت کی ہے۔

ایک وقت تھا کہ دمشق اسلامی تہذیب وثقافت کا مرکز تھا۔ دنیا بھر کے ماہرین شام کا رخ کرتے۔ تعلیم' فنون اور دیگر شعبوں میں مہارت حاصل کرنے کے لیے دمشق کو مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔

خلافت بنوامیہ کے زوال کے بعد اگرچہ اسے مرکزیت تو حاصل نہ رہی۔ لیکن یہاں قیام کرنے والے ممتاز علماء اور تمام شعبوں کے ماہرین ہمہ وقت موجود رہے۔ جو اپنے وقت کے نابغہ روزگار تھے۔ بلکہ یہ شہر لوگوں کا مرجع رہا ہے۔

خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد یہ علاقہ ٹکڑوں میں بھٹ گیا۔ شام (سوریہ) لبنان' اردن اور فلسطین الگ الگ ریاستیں بن گئی۔ اور شام کی سیاسی قیادت ایسے خاندان کے ہاتھ میں آئی۔ جو علوی یا نصیری کہلاتے ہیں اپنے مذموم عقائد کی بناء پر بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ موجودہ صدر بشار کے والد حافظ الاسد بہت بڑا سفاک ظالم اور درندہ تھا۔ مسلمانوں کی خون ریزی اس کا مشغلہ تھا۔ اپنے

عہد میں اس نے ہزاروں سنیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور بلاوجہ اشتعال انگیزی کرتا اور جہازوں کے ذریعے بم باری کرواتا۔ حلب کا قتل عام اس کی زندگی کا المناک واقعہ ہے۔ جب ہزاروں بے گناہ شہریوں کے ساتھ بچے عورتیں بھی لقمہ اجل بنے۔ او پورا شہر کھنڈرات میں بدل دیا۔

آپ کل اس کا جانشین بشار الاسد اقتدار پر قابض ہے۔ یہ اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ اس نے نے پورے شام کو آگ اور خون میں بدل دیا ہے۔ اب تک ہزاروں نفوس اسکی سفا کی کا شکار ہو چکے ہیں۔ بشار کے غنڈے دندھاتے پھرتے ہیں اور سنیوں کا قتل کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ طرح طرح کی اذیت پہنچاتے ہیں اور نوجوانوں کو گرفتار کر کے بہیمانہ تشدد کرتے ہیں۔ اسکی ویڈیو بنا کر خود NIT پر چلاتے ہیں۔ ایسے ہولناک مناظر ہیں کہ درد دل رکھنے والا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ مثلاً پانچ منزلہ عمارت سے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں نیچے گرا دیا جاتا ہے۔ بشار ملعون کی تصویر کو سنجیدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انکار پر گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے۔ معصوم بچوں اور عورتوں کو جان بوجھ کر قتل کیا جاتا ہے۔ اور ان کے چہروں کو بطور خاص نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور اسکی تشہیر کر کے خوف وہراس پھیلا جاتا ہے روزانہ پچاس سے زائد لوگوں کا قتل ہوتا ہے۔

مگر افسوس اقوام متحدہ سمیت تمام عالمی ادارے خاموش ہیں۔ اسلامی ممالک نے بھی کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ زبانی مذمت سے تو یہ ظلم ختم نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو پکڑا جائے۔ اور شامی عوام کی دادرسی کی جائے۔

کوئی شک نہیں کہ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے ایک وقت آئے گا۔ یہ فرعون اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکے گا۔ یہ اقتدار کے نشے میں حد سے تجاوز کر رہا ہے اور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا ہے۔

ان سطور کے ذریعے ہم پوری اسلامی برادری سے بالعموم اور اسلامی سربراہان سے بالخصوص اپیل کریں گے کہ وہ شام کے مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں اور بشار کو اقتدار سے الگ کریں۔ اس کے خلاف عالمی عدالت میں انسانی حقوق کی پامالی اور بے گناہ شہریوں کے قتل عام پر مقدمہ چلایا جائے اور شام کے مسلمانوں کو اپنی مرضی سے حکومت سازی کا فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ تا کہ امن قائم ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ شام میں گرفتار مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد فرمائے اس وقت ہزاروں کی تعداد میں مہاجرین ترکی، عراق اور لبنان میں موجود ہیں۔ جنہیں بچوں کی خوراک (دودھ) اور ادویات کی اشد ضرورت ہے۔ جبکہ سخت سردی سے بچنے کے لیے ضروری ساز وسامان بھی درکار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی مدد پر خصوصی توجہ دی جائے۔